© rasailojaraid.com

ایک دعا اور ایک درود کے بارے میں چند معروضات

جناب مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ فتحپوری دہلی

(۲)

"دعا پر فقہی نقطۂ نظر سے بحث"

ویکرہ ان یقول الرجل فی دعائہ اسألك بمعقد العز من عرشك وللمسألة عبارتان هذہ ومقعد العز ولاریب فی کراهیة الثانیة لانه من القعود وکذا الاولیٰ لانه یوهم تعلق عزہ بالعرش وهو محدث والله تعالیٰ بجمیع صفاته قدیم

مکروہ ہے یہ کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ "تجھ سے سوال کرتا ہوں بواسطہ تیرے عرش کے کہ تیری عزت اس کے ساتھ وابستہ ہے" مسئلہ کی عبارتیں دو ہیں ایک تو یہی (معقد جس میں ع مقدم ہے ق پر) دوسری مقعد (جس میں ق، ع پر مقدم ہے) دوسری صورت کے مکروہ ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں اس لئے کہ وہ قعود سے مشتق ہے۔ (جس کے معنے بیٹھنے کی جگہ ہوتے) اس طرح پہلی صورت (بھی مکروہ ہے) کیونکہ اس سے خدائے تعالیٰ کی عزت کے عرش سے وابستہ ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہے حالاں کہ عرش تو پیدا شدہ ہے اور خدائے تعالیٰ ہمیشہ سے ہے (عزت باری کو اگر عرش سے وابستہ مانا جائے تو لازم آئے گا کہ خدا کی عزت عرش کے وجود سے پہلے نہ تھی! والعیاذ باللہ)

صاحب کتاب نے مسئلہ اور اس کی دلیل ذکر کرنے کے بعد امام ابو یوسفؒ اور فقیہ ابو اللیثؒ کا اختلاف اور ان حضرات کی دلیل بیان کی۔ اس کے بعد ان دونوں کی دلیل (حدیث) کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ولکنا نقول هذا خبر الواحد وکان الاحتیاط فی الامتناع[۲] لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث

[۱] و [۲] ہدایہ اخیرین ص ۴۴۲ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خبر واحد سے (؟) اور احتیاط اس سے بچنے ہی میں ہے۔ ہدایہ کی مذکورہ عبارت کی شرح اس کے مشہور شارح علامہ بدرالدین عینیؒ نے بنایۃ میں ان الفاظ سے کی ہے:-

اراد ان الاحتیاط واجب فی هذا لما فیه من الایهام ولا یلزم الحکم فی مثل هذا بخبر الواحد وکذا انص علیه فی جامع قاضی خان والمحبوبی والقرتاشی[1]

صاحب ہدایہ کا مطلب ہے کہ احتیاط واجب ہے۔ اس بارے میں یوں کہ اس میں ابہام ہے (جو ہر طرف عرش سے وابستہ ہونے کا) ایسے احکام خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتے۔ اور جامع قاضی خان، محبوبیؒ اور قرتاشی میں بھی ایسی ہی صراحت کی گئی ہے۔

صاحب ہدایہ کے الفاظ "یکرہ" (مکروہ ہے) اور "وکان الاحتیاط فی الامتناع" (احتیاط اس سے بچنے ہی میں ہے) سے بظاہر اس کا امکان تھا کہ (فقہا کی اصطلاحات سے ناواقف لوگ) کہیں ان الفاظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ممانعت کو معمولی درجہ کا نہ سمجھنے لگیں اور اس کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ اس لئے علامہ عینیؒ نے یہ غلط فہمی بھی دور کر دی اور صراحت کر دی کہ یہ احتیاط واجب ہے۔ مزید برآں یہ کہ خود صاحب ہدایہ نے ہدایہ کی کتاب الکراھیۃ[2] کے شروع میں ہی واضح کر دیا ہے کہ والمروی عن محمد نصاً ان کل مکروہ حرام[3] (بدائع وغیرہ میں بھی یہ صراحت موجود ہے) یعنی امام محمد سے صراحت کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے)۔ پس یہاں احتیاطاً ہی لفظ کراہت کا اطلاق کیا گیا ہے ورنہ مراد حرمت ہی ہے۔ ہدایہ میں خط کشیدہ عبارت امام محمد کی کتاب جامع صغیر سے ہی ماخوذ ہے جیسا کہ وہاں بین السطور میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا مقتضا بھی یہی ہوا کہ اس سے بچنا ضروری ہے۔ ہدایہ کے

---

۱ بنایۃ شرح ہدایۃ العینی ص ۳۹۶ ج ۱۰ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ

۲ ہدایہ ج ۴ ص ۴۰۲ ۳ بدائع میں یہ مضمون اس طرح بیان کیا گیا ہے "[illegible] ثبت حرمته [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علاوہ فقہ کی ایک دوسری عظیم الشان کتاب "بدائع الصنائع" میں بھی یہی حکم بیان کیا گیا اس میں اس حکم کی دلیل زیادہ سلجھے ہوئے انداز میں ذکر کی گئی ہے۔ اصل مسئلہ اور اس کے اندر موجود اختلاف فریق مخالف کی دلیل اور اس کا جواب ذکر کرنے کے بعد مسئلہ پر دلیل اس طرح قائم کرتے ہیں۔

(وجہ) ظاهر الرواية ان ظاهر هذا اللفظ يوهم التشبيه لان العرش خلق من خلائق الله تبارك وتعالى جل وعلا فاستحال ان يكون عز الله تبارك وتعالى معقودا به وظاهر الخبر الذي هو في حد الآحاد اذا كان موهما للتشبيه فالكف عن العمل به اسلم

ظاہر الروایۃ (جامع صغیر میں بیان کردہ مسئلہ یعنی دعائے مذکور کے مکروہ ہونے) کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ "معقد العز من عرشک" تشبیہ کا وہم پیدا کرتا ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کی عزت بھی مخلوق کی طرح کسی چیز سے وابستہ ہے۔ کیوں کہ عرش اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں میں سے ہی ایک چیز ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عزت اس کے ساتھ وابستہ ہو اور ظاہر خبر (۲) (جس میں اس دعا کا ذکر ہے) آحاد کے قبیل سے ہے (جس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ) وہ جب تشبیہ کا وہم پیدا کرنے لگے تو اس پر عمل کرنے سے باز رہنے ہی میں (خدا کی پکڑ سے حفاظت اور) سلامتی ہے۔

مسئلہ کی تقویت کا ایک پہلو ارباب فتویٰ کے اس مسلم اصول سے بھی نکلتا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامیذ کے درمیان کسی مسئلہ پر اختلاف ہو اور ایک ممتاز شاگرد بھی امام صاحب کے ساتھ ہو، (تب) (اکثر مسائل میں) امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں امام محمدؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ متفق الرائے ہیں مزید یہ کہ ظاہر الروایۃ

---

(۱) بدائع الصنائع ... مطبوعہ مطبع جمالیہ مصر ... در مختار اور اس کی شرح رد المحتار میں ... امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دیا جانا بیان کیا گیا ہے ... امام صاحب ... کے لئے دیکھئے رد المحتار ص ۲۰۲ ج ۱ مطبوعہ مصر

© rasailojaraid.com

کے مسائل میں سے ہے جیسا کہ ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوا۔ [illegible] یہاں اسی پر ہونا چاہیئے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں اس دعا کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے والاحوط الامتناع لکونہ خبر واحد فیما یخالف القطعی[1] فقہاء کا یہ انداز بھی قابل غور کہ ان سب کے اقوال میں، خصوصاً "عالمگیری" میں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے اصولی انداز اختیار کیا گیا ہے جس سے ایسی تمام موہم دعاؤں وغیرہا کے بارے میں راہ نمائی ہوتی ہے۔ اس بارے میں سب سے زیادہ صاف اور واضح کلام "درمختار" اور اس کی بے نظیر شرح "ردالمحتار" میں کیا گیا ہے۔ درمختار میں ہے:-

والاحوط الامتناع لکونہ خبر واحد فیما یخالف القطعی اذ المتشابہ انما یثبت بالقطعی[2]۔ درمختار کی مذکورہ عبارت کی شرح علامہ ابن عابدین شامیؒ نے تقریباً ایک صفحہ میں کی ہے پوری عبارت کا نقل کرنا تطویل کا باعث ہوگا اس لئے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں:-

ان مجرد ایہام المعنی المحال کاف فی المنع عن التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولذا اعتل المشائخ بقولہم لانہ یوہم[3] الخ آگے چل کر علامہ موصوف تنبیہ کا عنوان قائم فرما کر لکھتے ہیں:-

ینبغی انہ یقال مثل ذلک فی نحو ما یؤثر من الصلوات مثل اللّٰہم صل علی محمد عدد علمک وحلمک ومنتہی رحمتک وعدد کلماتک التی لا تنفد وعدد کمال اللّٰہ ونحو ذلک فانہ یوہم[4]۔ فقہاء کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو بھی ایسی عبارت ہو۔ دعا۔ یا درود کہ جس میں نصوص قطعیہ سے ٹکراؤ اور خداوند تعالیٰ کی صفات سے تعارض لازم آتا ہو اسے ہرگز نہ پڑھنا چاہیئے۔ چاہے اس دعا کا ثبوت کسی حدیث (خبر واحد) سے ہی کیوں نہ ہو۔ [illegible] مذکورہ بالا فیصلہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث کو صحیح و ثابت مان لیا جائے۔ اگر

۱؎ عالمگیری ص ۳۱۸ ج ۵ مطبوعہ مصر۔ ۲؎ ۳؎ و ۴؎ ردالمحتار مطبوعہ مصر ص ۳۸۰ ج ۵

© rasailojaraid.com

حدیث ہی ثابت نہ ہو تو معاملہ کی نزاکت اور حرمت کی عظمت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ کے ذکر کردہ اقوال اور ان کے کلام پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی نظر اس حدیث کے سقم و ضعف پر کم سے کم اس وقت نہیں تھی۔ ورنہ وہ اس ..... طرف ضرور اشارہ کرتے اور ان کے جوابات میں یہ معذرت خواہانہ طرز نہ ہوتا جو انھوں نے یہاں اختیار کیا۔ اس قسم کی گفتگو علامہ عینی رحمہ اللہ کے طنز آمیز تعجب کے اظہار سے ہوتی ہے۔ علامہ عینیؒ کے الفاظ یہ ہیں:-

والعجب العجائب (کذا) من شراح الهداية وهم ائمة اجلاء كيف ليخضون الجماهم ويمرون في مثل هذا الموضع[1] - فتح القدیر کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ابن الہمامؒ "صاحب الفتح" کی حیات مستعار باقی رہتی اور وہ ہدایہ کے اس مقام کی شرح کر سکتے تو شاید علامہ عینیؒ کے لئے طنز و تعجب کے اظہار کا موقع نہیں رہتا۔ واللہ یفعل ما یرید۔

اس روایت پر کلام | خیر اس کی تلافی علامہ عینیؒ نے خود ہی کر دی چنانچہ وہ اس روایت کے ضعف بلکہ موضوع ہونے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

رواه ابن الجوزي في كتاب الموضوعات ..... وقال ابن الجوزي هذا الحديث موضوع بلا شك ..... وفي اسناده عمر بن هارون قال ابن معين فيه كذاب وقال ابن حبان يروي عن الثقات المعضلات ويدعي شيوخا لم يرهم الخ[2] ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ابن الجوزیؒ متشدد ہیں (ان کے تشدد کا گلہ حافظ ابن حجرؒ نے بجا طور پر کیا ہے) اس حدیث کو موضوع انھوں نے ہی قرار دیا ہے۔ ان کے تشدد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہی ہو۔ لیکن یہ امکان اس وقت ہوتا جب ابن الجوزی اس فیصلہ میں تنہا ہوتے حالانکہ یہاں ابن الجوزی تنہا نہیں ہیں بلکہ علامہ عینیؒ جیسے محقق۔ جو حدیث کی صحیح بخاری جیسی کتاب کے بھی شارح ہیں۔ ان کی تائید کر رہے ہیں۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے عمر بن ہارون پر سخت جرح کی ہے ان کی کتاب میں تقریباً پانچ صفحات پر اس کا ترجمہ پھیلا ہوا

---

[1] بنایہ للعینی ص ۲۵۰ ج ۴ [2] بنایہ للعینی ص ۲۷۰ ج ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کے کچھ اقتباسات یہاں نقل کئے جاتے ہیں :-

قال ابن سعید کتب الناس عنه کتابا کبیرا و ترکوا حدیثه ...... قال البخاری (رحمہ اللہ) تکلم فیه یحیی بن معین ...... وقال ابن ابیه الرازی سمعت یحیی بن معین یقول عمر بن هارون کذاب ..... تکلم فیه ابن المبارک ...... نخسه ابن المبارک نخسة[۱]۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے ابن جوزیؒ کی رائے کو تشدد پر مبنی نہیں کہا جا سکتا۔ بدیں وجہ محقق عینیؒ نے ٹھیک ہی فیصلہ کیا ہے کہ:۔ وهذا الحدیث عن النبیؐ لا بسند صحیح ولا بسند ضعیف۔[۲] یعنی یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں ہے نہ سند صحیح سے اور نہ سند ضعیف سے۔

"ایک درود" "ایک دعا" کی حقیقت سے باخبر ہونے کے بعد اب "ایک درود" کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ہے "حزب الاعظم" کی منزل ہفتم (ص ۱۱۸ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور) میں ایک درود کے الفاظ یہ ہیں:۔

اللهم صل علی محمد حتی لا یبقی من صلوتك شیئ، وبارك علی محمد حتی لا یبقی من برکاتك شیئ، وسلم علی محمد حتی لا یبقی من السلام شیئ، وارحم محمدا حتی لا یبقی من رحمتك شیئ

یعنی اے اللہ محمدؐ پر اتنا درود بھیج کہ تیرے خزانہ میں درود باقی نہ رہے، اور برکتیں محمدؐ پر اتنی نازل فرما کہ تیرے پاس برکتیں باقی نہ رہیں، اور سلامتی اتنی عطا کر کہ تیرے پاس سلامتی قطعاً باقی نہ رہے، اور رحمتیں اتنی نازل کر یہاں تک کہ تیرے پاس بالکل رحمت باقی نہ رہے۔

اس درود پر بحث فقہی نقطہ نظر سے فقہاء کے بیان کردہ اصول، جن کا ذکر تفصیل سے دعاء کے ضمن میں آچکا ہے، ان کی بنا پر اس درود کے پڑھنے کا وہی حکم ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا دعا کا ہے۔ کیونکہ اس درود کے الفاظ "حتی لا یبقی من رحمتك شیئ" وغیرہ میں تو قرآن

---

۱ تہذیب التہذیب ص ۵۰۲ ج ۷ ۔ ۲ بنایہ ص ۱۲۰۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی آیت "وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ"[1] اور اس جیسے دیگر نصوص سے، نیز خدا تعالیٰ کے خزانوں کے بارے میں اجماعی عقیدہ سے کھلا ہوا تعارض ہے۔ حالاں کہ اوپر گزر چکا ہے کہ مخالفت و تعارض کے محض وہم کی بنیاد پر ایسی عبارت کے تلفظ سے احتراز کو واجب کہا گیا ہے بلکہ دقتِ نظر سے اگر کام لیا جائے تو اس درود کے تلفظ سے بچنا زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ دعاء کے الفاظ میں تو محض وہم مخالفت پایا جاتا ہے اور یہاں صریح تعارض و تخالف ہے۔ مزید برآں یہ کہ دعاء کے الفاظ میں "استواء علی العرش" جیسے متشابہ نصوص سے یک گونہ مشابہت ہے جس سے دعاء کا معاملہ کچھ اھون ہو جاتا ہے۔

مگر اس درود کے بارے میں ایسی کوئی بات بھی نہیں کہی جا سکتی۔ فقہی نقطۂ نظر سامنے آجانے کے بعد اس درود کے حدیث سے ثبوت اور اس کی سند کی حیثیت کا پتہ لگانا بھی بے محل نہ ہوگا۔

"درود" کی سند اور اس کے ثبوت پر کلام

حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال[2] میں طبرانی و دیلمی کے حوالہ سے ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک اعرابی پر نبی اکرمؐ کے سامنے سرقہ کی تہمت لگائی گئی اس پر دیہاتی نے مذکورہ "درود" کے الفاظ کہہ کر خدا سے اپنی برأت کے لئے دعاء کی اور اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا (؟)، اس طرح یہ حدیث (؟) تقریری ہوئی۔ اس حدیث کی حیثیت اور معیار کو معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ چیز قابلِ توجہ ہے کہ یہ حدیث کنز العمال کے اس حصہ میں ہے جس کے بارے میں خود مؤلف نے بے اعتمادی ظاہر کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ مؤلف کتاب (جلال الدین سیوطیؒ) نے پہلے "جامع کبیر" جمع الجوامع تالیف کی اس کے بعد خود ہی اس کی تلخیص "جامع صغیر" کے نام سے کی اور اس کے خطبہ میں صراحت کر دی

---

[1] اسی مضمون کے اندر دعاء کے ضمن میں جو فقہاء کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں ان پر دوبارہ نظر ڈال لی جائے تو بہتر ہوگا۔ [2] پارہ ۱۴ سورہ نحل کی آیت ۹۶۔

[3] کنز العمال طبع جدید خورد سائز ص ۱۲۹ ج ۲ حدیث ۳۰۸۶ و طبع قدیم کلاں سائز ص ۲۹۶ ج ۱ حدیث ۔۔۔ مطبوعہ حیدر آباد۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالغت فی تحریر التخریج فترکت القشر واخذت اللباب وصنته عما تفرد به وضاع او کذاب[1]

صاحب کتاب کے خط کشیدہ جملوں سے بطور مفہوم مخالف (اگرچہ مفہوم مخالف عند الاحناف نصوص میں حجت نہیں ہے مگر فقہا کی عبارات میں تو شائع و ذائع ہے اور سیوطیؒ تو شافعی ہیں) یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جامع صغیر و زوائد کے مجموعہ کے علاوہ جامع کبیر کی تمام احادیث "قشر" کا مصداق نیز "وضاع و کذاب" کے تفرد کا نمونہ ہیں۔ بر سبیل تنزل اس کا امکان تو ماننا ہی پڑے گا۔ یہ ظاہر ہی ہے کہ مذکورہ حدیث "جامع صغیر و زوائد" میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کے ماسوا سے ماخوذ ہے۔ اس پر مستزاد یہ امر کہ یہ روایت دیلمی کے حوالہ سے ذکر کی گئی ہے۔ جس کے بارے میں سیوطیؒ نے مقدمہ میں یہی صراحت کردی ہے کل ما عزی..... للدیلمی فهو ضعیف فیستغنی بالعزو الیها[2] او الی بعضها عن بیان ضعفه[3] یعنی دیلمی کی طرف کسی روایت کی نسبت کرنا ہی ضعف کے لئے کافی ہے۔ سیوطیؒ کے بعد۔ اس فرق مراتب کو باقی رکھنے کی غرض سے مبوب کتاب (علی متقی ہندی رحمہ اللہ) نے کتاب کو مختلف حیثیتوں میں تقسیم کر کے مرتب کیا جس کی وجہ علی متقیؒ کے الفاظ میں یہ ہے :۔ ومقصودی من هذا التمییز ان المؤلف (السیوطیؒ) ذکران الاحادیث التی فی الجامع الصغیر وذوائدہ اصح واخصر وابعد من التکرار[4] مزید برآں سب سے زیادہ اہم اور تعجب خیز یہ واقعہ ہے کہ خود سیوطیؒ نے ہی اپنی معروف کتاب "ذیل اللآلی" میں اسی حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور اس کے ایک راوی "سعید بن موسیٰ" کے

---

[1] کنز العمال طبع جدید ص ۴ ج ۱

[2] کنز العمال طبع جدید ص ۸ ج ۱

[3] مقدمہ کنز العمال طبع جدید ص ۳ ج ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارے میں لکھا ہے :- سعید بن موسیٰ الازدی یضع الحدیث۔ تفصیل کے لئے مذکورہ کتاب دیکھئے۔ دیگر ماہرین جرح و تعدیل بھی سعید کے بارے میں ذہبیؒ کے ہمنوا ہیں چنانچہ اس کے بارے میں "کشف الاحوال فی نقد الرجال" نامی کتاب میں لکھا ہے :- سعید بن موسیٰ الازدی اتہمہ ابن حبان بوضع الحدیث[۲] ان حضرات کے علاوہ اس بحر کے مشہور غواص حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی سعید کے بارے میں یہی رائے ظاہر کی :- اتہمہ ابن حبان بالوضع[۳] حافظؒ نے آگے چل کر اس شخص کی ایسی کئی حدیثیں بیان کر کے لکھا ہے وذکر حدیثا طویلا موضوعا[۴] حافظؒ کا یہ اشارہ بظاہر اسی درود والی حدیث کی طرف معلوم ہوتا ہے کیوں کہ یہ طویل بھی ہے۔ اس کے بعد پھر حافظؒ نے ایک اور شخص (سلیمان) کے ترجمہ کے ذیل میں "سعید" پر یہ ریمارک کیا :- قال الخطیب سعید مجہول[۵] مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں اس حدیث کی حیثیت پوری طرح واضح ہو کر سامنے آگئی اس صورت میں ایسی حدیث سے استدلال کر کے مضمون اداکرنا جو نصوص قطعیہ سے ٹکراتا ہو کیوں کر درست ہو سکتا ہے! والعلم عند اللہ

---

[۱] ذیل اللآلی مطبوعہ علوی پریس لکھنؤ ص ۱۰۳

[۲] کشف الاحوال ص ۴۷

[۳] لسان المیزان ص ۴۲ ج ۳

[۴] لسان المیزان ص ۴۵ ج ۳

[۵] لسان المیزان ص ۹۳ ج ۳

© rasailojaraid.com